

50/02

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا موسیقی حرام ہے؟ دلائل کے ساتھ تفصیلاً مسئلے کی وضاحت چاہتا ہوں، کیونکہ میرے ہی علاقہ کے ایک عالم جو مسلک دیوبند ہی سے تعلق رکھتے ہیں، انہوں نے موسیقی کو جائز قرار دیا ہے، اور اس پر حضرت مصر بھی ہے کہ میں دلائل سے ثابت کر سکتا ہوں، ان مولوی صاحب کار سالہ بھی ساتھ لف ہے، اور اس میں کیے گئے چند بنیادی اعتراضات درج ذیل ہیں، جن کے جوابات دیگر بندہ کو منون فرمائیں۔

نمبر ۱: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے صحت و صراحت کے ساتھ ایسا کوئی حکم منقول نہیں جس میں آلات موسیقی کو حرام قرار دیا گیا ہو۔ ص: ۹

نمبر ۲: مذکورہ کتاب کے متعدد جگہوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ موسیقی کی حرمت پر کسی قسم کا کوئی اجماع ائمہ اربعہ کا اور دوسرے علماء کا نہیں ہے، مثلاً اسی ضمن میں امام ابو حنیفہ کا بھی ایک واقعہ بالا حوالہ منقول ہے (۳۷) اور مدارج النبوة کے حوالے سے امام مالک کا قول بھی (۱۴) جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مذہب میں موسیقی جائز تھا، تو آیا کیا واقعی موسیقی کی حرمت غیر اجماعی ہے؟

نمبر ۳: موسیقی کے جواز پر کتابچہ میں درج ذیل حدیث دی گئی: بخاری و مسلم کی روایت کے مطابق سیدہ عائشہ فرماتی ہیں:

میرے پاس دو لڑکیاں بعاث کے گیت گارہی تھیں حضور بھی تشریف فرماتھے بستر پر لیٹ کر کر دٹ کیے ہوئے، اتنے میں سیدنا ابو بکر داخل ہوئے مجھے ڈانٹ کر کیا: حضور کے سامنے شیطانی گانے؟ حضور نے ابو بکر سے فرمایا: ان کو چھوڑ دو۔" (۳۳)

نمبر ۴: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق بعض واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غناء کے جواز کے قائل تھے، آیا یہ صحیح ہے؟ (۳۴)

نمبر ۵: ابن عبد البر کا کہنا ہے: عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ گانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے، یہ اپنی جلالت شان کے باوجود اپنی باندیوں کو نئی نئی دھنیں بتاتے تھے اور ان سے اپنی بربط پر گانا سنتے تھے (الاستیعاب) (۲۱)

نمبر ۶: علامہ شامی لکھتے ہیں: آلہ لہو بذاتہ حرام نہیں، یہ ایک موقع پر حلال ہوتا ہے اور ایک موقع پر حرام یہ فرق اس کے مقصد اور گانے والے کی نیت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (رد المحتار: ۵/۲۲۱) (۱۷)

نمبر ۷: موسیقی انسان کے لطیف احساسات کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ انسان میں لطیف احساسات کی تشکیل کا کام بھی کرتی ہے۔ (یعنی یہ فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق ہے) (۱۰)

نمبر ۸: شیخ محمد بن احمد مغربی لکھتے ہیں: شیخ عزالدین بن عبد السلام سے گانے کے تمام آلات سے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: سب مباح ہیں (فرح الاسماع) (۱۳) (۱۷)



نمبر ۹: مذکورہ کتابچہ میں امام غزالی کے حوالے سے یہ بھی نقل کیا گیا ہے: واضح رہے کہ سماع (موسیقی) کو حرام قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر مواخذہ فرمائیں گے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ بات محض عقل کی بنیاد پر نہیں کہی جاسکتی... آگے امام غزالی کی تھوڑی طویل عبارت منقول ہے، جس سے موسیقی کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ (۲۱)

نمبر ۱۰: زیور حمد یہ گیتوں کا مجموعہ ہے، اس کے مندرجات سے واضح ہے کہ یہ گیت سیدنا داؤد علیہ السلام نے سازوں کے ساتھ گائے تھے، چنانچہ اس کے پیش تر ابواب پر یہ عنوان قائم ہے کہ "میر مغنی کے لیے تاردار ساز کے ساتھ داؤد کا زور مور" (۲۲)

نمبر ۱۱: عموماً موسیقی کی حرمت پر بخاری کی جس مشہور حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے، یعنی: لَيْكُونَنَّ مِنْ أُمَّنِي أَنْوَامٍ يَسْتَجِلُّونَ الصَّرَّ وَالصَّرَّ وَالصَّرَّ وَالصَّرَّ وَالصَّرَّ وَالصَّرَّ، (صحیح البخاری: ۷/۱۰۶)

بخاری کی مذکورہ روایت پر یہ اعتراض نقل کیا گیا ہے کہ یہ اگرچہ بخاری کی روایت ہے مگر اس کی سند میں انقطاع ہے، اسی وجہ سے ابن حزم نے اس روایت کو یہ کہتے ہوئے مسترد کر دیا ہے کہ اس کی سند اور متن دونوں میں خلل ہے۔ (۲۲)

نمبر ۱۲: بخاری کی مذکورہ حدیث پر اعتراضات کے ضمن میں ہی موصوف نے یہ بھی کہا ہے کہ چونکہ اس زمانے میں موسیقی کا استعمال شراب و فحاشی کے ساتھ ہوتا تھا، اور یہ دونوں لازم ملزوم بن گئے تھے، اس کی وجہ سے عارضی حرمت آجانا شریعت کے منشا کے عین مطابق ہے۔ تو اس کا کیا جواب ہے؟ (۲۱)

نمبر ۱۳: بانسری کی حرمت پر ابوداؤد کی معروف روایت (جس کے مطابق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سر راہ بانسری کی آواز سنی تو اپنے کانوں میں انگلیاں رکھ لیں، پوچھنے پر انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی بانسری کی آواز سن کر ایسا کیا تھا) اس روایت کے متعلق موصوف کی باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اس سے آلات موسیقی کی حرمت ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ ممکن ہے آپ علیہ السلام نے ایسا طبعی کراہت کی وجہ سے کیا ہو، یا لہجن محسوس کی ہو یا شاید اس وقت ذکر میں مصروف ہوں، اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے محض اتباع نبوی کی وجہ سے ایسا کیا تھا جیسا کہ ان کا مزاج تھا۔ (۲۵)

سائل: محمد الیاس،

پتہ: مکان نمبر ۲۹۰، B، سیکٹر ۱۱، A، نار تھہ کراچی۔

رابطہ نمبر: ۳۲۱۲۲۹۳۹۳۵

واٹس ایپ: ۳۱۱۳۲۵۷۹۷۴۰

معروف: ہفتی عبدالمالک بن عبدالمطلب

(جواب منسلک ہے)



سکالر (۲۰۱۵) کے نظر میں

حافظ رجب رائے

کیا موسیقی حرام ہے؟

۲۰۱۵ لٹرائٹ اکیڈمی

محمد تہامی بشر علوی

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

فہرست

صفحہ	موضوعات	شمار
۵	مقدمہ	۱
۷	اظہار تشکر	۲
۸	تمہید	۳
۱۳	تصریحات آئمہ	۴
۳۰	'لَهُوَ الْحَدِيثُ' کا مفہوم	۵
۳۹	بخاری کی روایت کا مفہوم	۶
۴۵	بانسری کی حرمت پر استدلال کا جائزہ	۷

نام کتاب: کیا موسیقی حرام ہے؟

نام مصنف: محمد تہامی بشرطی بن ماسر محمد امین خان کشمیری

تدوین و تہذیب: شاہد رضا

کمپوزنگ: محمد فیاض حسرت، نعمان ایوب

پروف ریڈنگ: طیب باس، خضاء، بتول، نعمان ایوب

سید بولٹی: شعیب یوسف، عزیز مصعب، یاسر حسین۔

سرورق: ادراک پبلیکیشنز

ناشر: جولائی ۲۰۲۰ء

طبع اول: ۱۱۰۰

تعداد:

کتاب ملنے کا پتہ: ادارہ تعلیم و تحقیق (سر دار ہاؤس، 78, street no 1-83)

03066426001 مکتبہ امام اہل سنت گوجرانوالہ:

03405192948 ساجد بکس پوائنٹ اعوان آباد آزاد کشمیر:

03445963257 نعمان فوٹو اسٹیٹ اینڈ کمپوزنگ سینٹر دیساہ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الجواب حامدًا ومصليًا

واضح رہے کہ موسیقی (میوزک) کی ممانعت آیات قرآنی کے علاوہ متعدد صحیح اور حسن احادیث سے واضح ہوتی ہے، جن کی کچھ تفصیل آگے آئے گی، ان دلائل کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ موسیقی اور سازوں کا معاملہ ہرگز عام مباحات کی طرح نہیں ہے، بلکہ بانسری، سارنگی سمیت موسیقی کے تقریباً سبھی آلات کا استعمال شرعاً ممنوع ہے۔ البتہ ایسے آلات جن کا استعمال عموماً موسیقی کے لیے نہیں ہوتا بلکہ کسی جائز غرض کے لیے استعمال کیے جاتے ہوں، اور نہ ہی اس میں موج و مستی پیدا کرنے کا وہ سامان ہو جو آلات موسیقی میں ہوتا ہے جیسے دف^(۱) تو ضرورت کے مواقع پر (یعنی شادی بیاہ وغیرہ میں اعلان کے لیے یا خوشی کے اظہار کے لیے) دف اور اس جیسے دوسرے آلات کے استعمال کی شرعاً اجازت ہے۔^(۲)

لیکن شریعت میں دی گئی یہ اجازت انہی مواضع اور آلات تک محدود رہے گی جو احادیث میں آئے ہیں، اور ان مخصوص مواضع کے علاوہ عام حالات میں دف جیسے آلات کا استعمال بھی مکروہ ہے، خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دف کی آواز سنتے تھے تو معلوم کر داتے تھے کہ کس لیے بجایا جا رہا ہے، چنانچہ اگر ولیمہ کا موقع ہوتا تو کچھ نہ کہتے، اور اگر کوئی ایسا موقع نہ ہوتا تو درہ سے خبر لیتے۔^(۳)

واضح رہے کہ سوال کے ساتھ منسلک رسالہ میں سماع اور آلات موسیقی دونوں کو خط کیا گیا ہے، جبکہ آلات موسیقی کے



(۱) ڈھولکن، جسے صرف ایک ہاتھ سے بجایا جاتا ہے۔

(۲) فی "احکام القرآن" للشیخ المفتی محمد شفیع رحمہ اللہ: "وذلك بأن النبي صلى حرم المعازف والمزامير وسائر الآلات الموسيقية... وأباح منها ما كان فيها من فائدة الإعلام والإعلان في النكاح أو إظهار السرور في مواضع المشروع...".
المهلية عن ذكر الله والدار الآخرة... وأباح منها ما كان فيها من فائدة الإعلام والإعلان في النكاح أو إظهار السرور في مواضع المشروع...
الوليمة والأعياد أو الإعانة على قطع السفر وحمل المشاق" (احکام القرآن، كشف الغناء عن وصف الغناء، ۲۲۲/۳)

وفي فتح القدير (نقلا عن المغني لابن قدامة): "الملاهي نوعان: محرم وهو الآلات المطربة بلا غناء كالمزمار والطنبور ونحوه، لما روى أبو أمامة أنه عليه الصلاة والسلام قال «إن الله تعالى بعثني رحمة للعالمين، وأمرني بمحق المعازف والمزامير». والنوع الثاني مباح وهو الدف في النكاح، وفي معناه ما كان من حداث سرور. ويكره غيره لما عن عمر رضي الله عنه أنه كان إذا سمع صوت الدف بعث ينظر، فإن كان في وليمة سكت، وإن كان في غيره عمد بالدرة. (فتح القدير لابن الهمام: ۷/ ۴۱۰)

(۳) فی "احکام القرآن" للشیخ المفتی محمد شفیع رحمہ اللہ: "والحاصل أن القياس الشرعي مقتضى المنع عن اكتساب، ولكننا وجدنا في مواضع إباحتها أشياء منها وكان ذلك على خلاف القياس، فانتصر الحل والإباحة على مواردنا بحيث لا يتعداها إلى غيرها، كما هو الأصل المقرر المسلم بين الفقهاء أن ما صح في الحديث على خلاف القياس نعمل به في عين ما ورد فيه النص لا نتجاوزه إلى غيره، وله نظائر وشواهد في الأحكام...".
وفيه: "والحاصل أن الأحاديث والآثار الواردة في إباحتها شيء من الغناء أو آلاته لما كان على خلاف مقتضى القياس كانت مقتصرة في المواضع التي وردت بها لا يقاس عليها غيرها من المواضع وغيرها من الآلات والحالات... ويشهد على هذا التطبيق عمل ثاني الخلفاء الراشدين عمر الفاروق رضي الله عنه؛ لما روي أنه إذا سمع صوت الدف بعث ينظر، فإن كان في الوليمة سكت، وإن كان في غيره عمد بالدرة. كذا في شهادات فتح القدير للمحقق ابن الهمام" (احکام القرآن، رسالة "كشف الغناء عن وصف الغناء"، ۲۲۴/۳)

استعمال کا حکم الگ ہے اور سماع شاعری وغیرہ کا حکم مستقل ہے۔ (جسکی کچھ تفصیل آگے صفحہ نمبر (۹) میں موجود ہے۔)
ذیل میں موسیقی کی حرمت پر چند احادیث پیش کرنے سے پہلے قرآن کریم کی آیت کریمہ (وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي
لَهُوَ الْحَدِيثَ) کے متعلق کچھ تفسیر نقل کر دینا مناسب ہے۔

تفسیر طبری میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے "لہو الحدیث" کی درج ذیل تفسیر مروی ہے:
"الغناء، والذي لا إله إلا هو، يرددها ثلاث مرّات." (تفسیر الطبری: ۲۰ / ۱۲۷)
یعنی اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اس سے مراد گانا ہی ہے، اور اس بات کو
انہوں نے تین مرتبہ دہرایا۔

اس کے علاوہ علامہ طبری نے متعدد اسناد سے حضرت ابن عباسؓ سے تقریباً یہی تفسیر نقل کی ہے، اور حضرت ابن جابرؓ
سے گانے کی تفسیر نقل کی ہے۔ (دیکھیے تفسیر الطبری مذکورہ بالا حوالہ)
حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

وصح عن ابن عمر رضي الله عنهما أيضًا: أنه الغناء. (إغاثة اللهفان ۱ / ۴۲۴)
یعنی حضرت ابن عمرؓ سے غناء کی تفسیر ثابت ہے۔

نیز اس تفسیر کی تائید ترمذی کی اس مرفوع حدیث سے بھی ہوتی ہے جو حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

لَا تَبِيعُوا الْقَيْنَاتِ، وَلَا تَشْتَرُوهُنَّ، وَلَا تَعْلَمُوهُنَّ، وَلَا تُحَيِّرَ فِي تَبَايَعَةٍ فِيهِنَّ، وَتَمْنُهُنَّ
حَرَامٌ، فِي مِثْلِ هَذَا أُذِلَّتْ هَذِهِ الْآيَةُ: { وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهُوَ الْحَدِيثَ لِيُضِلَّ
عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ } [لقمان: ۶] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ. (سنن الترمذی ت شاکر: ۳ / ۵۷۱)
ترجمہ: گانا گانے والی باندیوں کو نہ بیچو، اور نہ ہی انہیں خریدو، اور ان کی خرید و فروخت میں میں
کوئی بھلائی نہیں ہے، اور انکی قیمت حرام ہے، ایسی چیزوں کے متعلق ہی یہ آیت نازل ہوئی
ہے۔ {و من الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله} الآية.

اس کے علاوہ متعدد حضرات تابعینؓ سے بھی تقریباً یہی تفسیر منقول ہے، حضرت مجاہدؓ سے ایک تفسیر میں اس لہو الحدیث
سے مراد ڈھول منقول ہے۔ (تفسیر طبری: ۲۰ / ۱۲۹)

موسیقی کی حرمت احادیث کی روشنی میں

(۱): صحیح بخاری میں ہے:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَتَمِ الْأَشْعَرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَامِرٍ أَوْ أَبُو مَالِكٍ
الْأَشْعَرِيُّ، وَاللَّهُ مَا كَذَّبَنِي: سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " لَيَكُونَنَّ مِنْ



أُمَّتِي أَقْوَامٌ، يَسْتَجِلُّونَ الْجَزَّ وَالْحَرِيرَ، وَالْحَمْرَ وَالْمَعَازِفَ. (صحيح البخاري: كتاب الأشرية، رقم: ٥٢٦٨) (٣)

ترجمہ: ابوماک اشعری فرماتے ہیں کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور آلات موسیقی کو حلال سمجھیں گے۔

اس حدیث میں آلات موسیقی کے کثرت سے رواج کو اور اسکو جائز قرار دینے کو قیامت کی نشانیوں میں شمار کیا گیا ہے، اور زنا اور شراب کے ساتھ ہی اس کا تذکرہ کیا ہے۔ اکثر شرح حدیث نے لفظ معازف کی تشریح آلات غناء اور آلات لہوسے کی ہے۔ (۵)

(۲): سنن ترمذی میں ہے:

عن عمران بن حصين، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «في هذه الأمة خسف ومسح وقذف» فقال رجل من المسلمين: يا رسول الله، ومتى ذاك؟ قال: إذا ظهرت القينات والمعازف، وشربت الخمر. قال الترمذي: "وقد روي هذا الحديث عن الأعمش عن عبد الرحمن بن سابط عن النبي صلى الله عليه وسلم مرسل. وهذا حديث غريب" (سنن الترمذي، أبواب الفتن، رقم: ٢٢١٢) (٦)



(۳) وأيضاً أخرجه موصولاً: أبو داود في السنن (بتحقيق شعيب الأرنؤوط، كتاب اللباس، رقم: ٤٠٣٩) والبيهقي في السنن الكبرى (ط دارالكتب العلمية، باب ما ورد من التشديد في لبس الخنز، رقم: ٦١٠٠).

(۵) «والمعازف بالعين المهملة والزاي بعدها فاء جمع معزفة بفتح الزاي وهي آلات الملاهي ونقل القرطبي عن الجوهري أن المعازف الغناء والذي في صحاحه أنها آلات اللهو وقيل أصوات الملاهي وفي حواشي الديماطي المعازف الدفوف وغيرها مما يضرب به ويطلق على الغناء عزف وعلى كل لعب عزف» (فتح الباري لابن حجر: ١٠ / ٥٥)

(۶) مذکورہ حدیث "مجمع الزوائد" میں طبرانی سے بھی منقول ہے جس کے متعلق علامہ بیہقی فرماتے ہیں: "رواه الطبراني، وفيه عبد الرحمن بن زيد بن أسلم وفيه ضعف، وبقية رجال إحدی الطريقین رجال الصحيح" (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: ١٠ / ٨)

اسی مضمون کی اور بھی احادیث ہیں مثلاً دیکھیے: مصنف ابن ابی شیبہ عن ابن سابط (مکتبۃ العلوم والحکم، کتاب الفتن، رقم: ٣٧٥٤٥)، ذم الملاہی عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ (مکتبۃ ابن تیمیہ، باب فی الزمار، رقم: ٢). گوکہ ان روایات میں کچھ ضعیف بھی ہیں تاہم ان کے مجموعے سے اتنی بات ثابت ہو جاتی ہے کہ یہ مضمون آپ علیہ السلام سے ثابت ہے۔ (الحجیب)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت میں دھنسانے، چہرے مسخ کیے جانے اور پتھروں کی بارش کے واقعات ہوں گے، مسلمانوں میں سے ایک نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ کب ہوگا؟ فرمایا: جب باجوں اور گانے والیوں کا عام رواج ہو جائے گا، اور شراب پی جائے گی۔

(۳): مسند احمد میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں:
 إِنَّ اللَّهَ بَعَثَنِي رَحْمَةً وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ، وَأَمَرَنِي أَنْ أُمَحِّقَ الْمَزَامِيرَ وَالْكِبْرَاتِ يَغْنِي الْبِرَابِطَ، وَالْمَعَارِفَ، وَالْأَوْثَانَ الَّتِي كَانَتْ تُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ" (مسند أحمد، رقم: ۲۲۲۱۸)
 (۷)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ پاک نے مجھے تمام لوگوں کے لیے رحمت اور اور ہدایت بنا کر بھیجا ہے، اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں بانسریوں، ستار اور باجوں کو اور جاہلیت میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن بتوں کی پوجا کی جاتی تھی ان کو مٹاؤں۔

(۳): طبرانی ہی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً یہ حدیث مذکور ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:
 «نَمَسْتُ الْقَيْنَةَ سُحْتًا، وَغَنَّاؤَهَا حَرَامًا... الْحَدِيثُ» (المعجم الكبير للطبراني: ۱/
 (۷۳)



یعنی مغنیہ کی قیمت حرام ہے اور اس کا گانا حرام ہے۔۔۔ (۸)

(۵): حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْحُمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَالْكُوبَةِ وَالغُبَيْرَاءِ، وَقَالَ: "سُكِّلْ مُسْكِيرَ حَرَامًا" (سنن أبي داود ت الأرنؤوط، كتاب الأشربة، رقم الحديث: ۳۶۸۵) (۹)

(۷) یہی حدیث انہی الفاظ میں "مسند الحارث" (باب فیمن یأمر بالمعروف وینہی عن المنکر فی ایام الشدة، رقم الحديث: ۷۷۱)، ذم

الملاحی لابن العساکر (رقم الحديث: ۴) اور ذم الملاھی لابن ابی الدنیا (باب فی المزمار، رقم الحديث: ۶۹) میں مختلف سندوں سے آئی

ہے، اور اسی معنی یعنی مزامیر توڑنے کا مضمون ایک دوسری حدیث سے بھی ملتا ہے، جس کے یہ الفاظ ہیں:

«بُعِثْتُ بِكُشْرِ الْمَزَامِيرِ» (رواه ابن غیلان، نیل الأوطار: ۸/۱۱۳)

گو کہ سب کی سندوں میں کچھ ناپکھ ضعف ضرور ہے مگر ان کے مجموعے سے حدیث کے مذکورہ بالا مضمون کی اصل ثابت ہوتی ہے۔ (المحب)

(۸) یہی مضمون حضرت علی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے بھی مرفوعاً مروی ہے۔ (دیکھیے: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: ۴/ ۹۱)

(۹) حافظ ابن حجر اس حدیث کی تحریر میں لکھتے ہیں: رواه أحمد وأبو داود وابن حبان والبيهقي، من حديث ابن عباس وزاد: "وهو الطبل"، وقال:

"كل مسكر حرام"، وبين في رواية أخرى أن تفسير الكوبة من كلام راوية علي بن بزيمة، ورواه أبو داود من حديث ابن عمرو (بن العاص)،

وزاد: "والغبراء"، وزاد أحمد فيه: "والمزمار"، ورواه أحمد من حديث قيس بن سعد بن عبادة. (التلخيص الحبير: ۴/ ۸۷ ط العلمية)

ابوداؤد کی ابن عباس رضی اللہ عنہ والی سند کے متعلق محقق شعیب ارنؤوط لکھتے ہیں:

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب اور جو اور طبل (سارنگی جیسا ایک آلہ موسیقی) اور کئی کی شراب سے منع فرمایا ہے۔

(۶): حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «صَوْتَانِ مَلْعُونَانِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ: مِرْمَارٌ عِنْدَ نِعْمَةٍ، وَزَنْةٌ عِنْدَ مُصِيبَةٍ». (مسند البزار، رقم الحديث: ۷۵۱۳) (۱۰)

ترجمہ: دنیا اور آخرت میں دو قسم کی آواز ملعون ہیں، ایک تو خوشی کے موقع پر ہابے کی آواز اور دوسری مصیبت کے وقت آہ و بکا کی آواز۔

(۷): حضرت نافع فرماتے ہیں:

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ: " سَمِعَ صَوْتِ زَمَارَةٍ رَاجٍ فَوَضَعَ أُصْبُعِيهِ فِي أُذُنَيْهِ، وَعَدَلَ رَاحِلَتَهُ عَنِ الطَّرِيقِ، وَهُوَ يَقُولُ: يَا نَافِعُ أَتَسْمَعُ؟ فَأَقُولُ: نَعَمْ، فَيَمْضِي حَتَّى، قُلْتُ: لَا فَوَضَعَ يَدَيْهِ، وَأَعَادَ رَاحِلَتَهُ إِلَى الطَّرِيقِ، وَقَالَ: " رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعَ صَوْتِ زَمَارَةٍ رَاجٍ فَصَنَعَ مِثْلَ هَذَا" (مسند أحمد: رقم الحديث: ۴۹۶۵) (۱۱)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو انہوں نے اپنی انگلیاں کانوں میں ڈال دیں، اور اپنی سواری راستے سے موڑ لی، اور انہوں نے پوچھا ہے نافع کیا آواز آرہی ہے؟ میں نے کہا کہ جی، تو پھر اسی طرح چلتے رہے، یہاں تک کہ میں نے کہا کہ آواز نہیں آرہی، تو انہوں نے کانوں سے انگلیاں ہٹالیں، اور سواری کو پھر راستے پر لے



إسناده صحيح، علي بن بذيمة ثقة روى له أصحاب السنن، وقيس بن حبر روى له أبو داود، وهو ثقة، وباقى رجال السنن ثقات رجال الشيخين.

وفي التلخيص: تنبيه الغبراء: اختلف في تفسيرها فقبل: الطنبور، وقيل: العود، وقيل: البريط، وقيل: السكركة بضم الكاف الأولى وتسكين الراء: مزر يصنع من الذرة أو من القمح. (۵/ ۴۸۷)

(۱۰) علامہ بیہقی اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

"زَوَاهُ الْبَرْزَا، وَرَجَالُهُ ثِقَاتٌ." «مجمع الزوائد ومنبع الفوائد» (۳/ ۱۳)

(۱۱) رواه أيضا ابن حبان في صحيحه (۷/ ۷۴۲) وابن ماجه بمعناه عن مجاهد عن ابن عمر رضي الله عنهما (سنن ابن ماجه: رقم الحديث: ۱۹۰۱) وأبو داود عن أحمد بن إبراهيم، عن عبد الله بن جعفر الرقي، عن أبي المليح، عن ميمون، عن نافع عن ابن عمر... (سنن أبي داود ط الرسالة العالمية، رقم الحديث: ۴۹۲۶، وفي الحاشية يقول المحقق شعيب الأرنؤوط عن حديث أبي داود: "حديث حسن، وهذا إسناده قوي. أبو المليح: هو الحسن بن عمر - ويقال: عمرو - بن يحيى، وأبو الملح لقب، وميمون: هو ابن مهران" اور حضرت مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب مذکورہ حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "وقال أبو علي - وهو اللؤلؤي - سمعت أبا داود يقول: وهو حديث منكر (نیل) قلت: والمنكر في اصطلاح المتقدمين قد يطلق على الغريب أيضا" (احكام القرآن، ۳/ ۲۰۶)

آئے، اور پھر فرمانے لگے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چرواہے کی بانسری کی آواز سن کر ایسا ہی کیا تھا۔

(۸): صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے:

"الْجَرَسُ مَزَامِيرُ الشَّيْطَانِ". رواه مسلم وأبو داود والنسائي، وابن خزيمة في

"صحيحه" (بحوالہ: الترغيب والترهيب) «(۷۴/۴)

یعنی گھنٹیاں شیطان کے باجے ہیں۔^(۱۲)

یہاں آلات موسیقی سے متعلق مختلف موضوعات پر چند احادیث نقل کر دی گئی ہیں، جن کے مطالعہ کے بعد اس میں کوئی شک نہیں رہتا کہ شریعت میں آلات موسیقی کی مذمت کی گئی ہے اور اسے ناجائز کہا گیا ہے۔ موسیقی کی ممانعت پر مزید احادیث نبویہ اور آثار صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کے لیے "اسلام اور موسیقی" (ص ۱۰۳ تا ۱۷۹) اور اسکے حاشیہ کا مطالعہ بہت مفید رہے گا۔

موسیقی کی حرمت اجماع سے

وہ آلات موسیقی جو کسی مفید مقصد کے بجائے محض لہو و لعب کے لیے بنائے جاتے ہوں، اور وہ اپنی ذات میں کیف و مستی پیدا کرتے ہوں جیسے ستار اور طنبور وغیرہ تو ایسے تمام آلات بافتاق امت حرام ہے، حضرت مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

أما النوع الأول الحرام إجماعاً... آلات الملاهي والمعازف المطربة بلا غناء التي تمحضت للهو وبنيت لأجله وليس لها غرض صحيح سوى اللهو، وهي تطرب بلا غناء أيضا كالزممار والطنبور... فقد أجمعت طوائف المسلمين سلفاً وخلفاً من عهد الصحابة والتابعين إلى من بعدهم من الأئمة الأربعة أبي حنيفة ومالك والشافعي وأحمد بن حنبل. وسائر المجتهدين بل والظاهرية أيضا وكذلك الصوفية الصافية قدس



(۱۲) گھنٹی کی ممانعت سے متعلق اور بھی احادیث وارد ہیں، گو کہ اس کی کراہت سے متعلق کچھ تفصیل ہے، جو "امداد الفتاویٰ" (۱۳۲/۳) میں دیکھی جاسکتی ہے، تاہم اس کی کراہت کی صورت میں اتنی بات واضح ہو جاتی ہے کہ شریعت میں جب عام حالات میں گھنٹی کے استعمال کی ممانعت ہے جو کہ باقاعدہ آلات موسیقی میں سے نہیں، اور اس کی آواز میں اتنے مفاسد بھی نہیں ہیں تو گٹار، بانسری اور پیانو جیسے متعدد مفاسد کے حامل آلات موسیقی کے عدم جواز میں پھر بھلا کیا شک رہ جاتا ہے۔ اور گھنٹی کی ممانعت کی اصل راجح علت اس کی آواز ہی ہے، اور یہی امام مالک کا قول ہے، اور حدیث میں لفظ "مزامیر" سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

ففي «إكمال المعلم بفوائد مسلم» (۶/۶۴۱):

«وفيه كراهة الأجراس، وهو قول مالك وغيره، ومنافرة الملايكة لها إما لشبهها بالنواقيس، أو لأنها من باب المعاليق المنهي عنها في الأعتاق، وقيل: لصوته، وهو تأويل مالك، وعليه يدل قوله في الحديث: "الجرس من مزامير الشيطان" وهذا يعضد أن منافرة الملايكة لها وللكلب من سبب الشيطان»

اللہ اصرارہم أن استعمالها حرام بأية نية كانت، وبأي غرض كان، لأنها لو فرض استعمالها بنية صحيحة لا تخلو عن التشبه بالفساق... (احکام القرآن للمفتی محمد شفیع العثماني، ۲/۲۲۷)

حاصل عبارت: پہلی قسم ان آلات کی جو باجماع حرام ہیں وہ تمام موسیقی کے آلات جو کسی مفید مقصد کے بجائے محض لہو و لعب کے لیے بنائے جاتے ہوں، اور وہ بغیر غناء کے مستی کی کیفیت پیدا کرتے ہوں، جیسے ستار اور طنبور وغیرہ تو ان آلات کے متعلق حضرات صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم سے لیکر ان کے بعد تک کے تمام متقدمین اور متاخرین جن میں حضرات ائمہ اربعہ اور تمام مجتہدین بلکہ ظاہریہ اور صوفیاء کرام رحمہم اللہ بھی شامل ہیں ان سب کا اتفاق ہے کہ ان آلات کا استعمال حرام ہے خواہ نیت کوئی بھی ہو، کیونکہ اگر بالفرض نیت ٹھیک ہو بھی تو ان کا استعمال فساق اور فجار کی مشابہت سے خالی نہیں۔ (۱۳)

معلوم ہوا کہ آلات موسیقی کی ممانعت اجماع امت سے بھی ثابت ہے۔ (۱۳)



(۱۳) مزید علامہ ابن الصلاح اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

«وَأما إباحة هَذَا السَّمْعِ وتحليله فَلْيَعْلَم أَن الدَّفَّ والشَّبَابَةَ والغناء إذا اجتمعت فاستماع ذَلِكَ حَرَامٌ عِنْدَ أَهْلِ المَذَاهِبِ وَغَيْرِهِمْ من عُلَمَاءِ المُسْلِمِينَ ولم يثبت عن أحدٍ مِنَّهم بِعِنْدِ بقوله في الإجماع والخلاف أَنه أَبَاحَ هَذَا السَّمْعَ» (فتاویٰ ابن الصلاح ۲/۵۰۰)

ترجمہ: برقی بات سماع کے جواز کی تو جان لینا چاہیے کہ جب دف شاپہ (ایک قسم کی چھوٹی سی بانسری) اور غنا ایک ساتھ جمع ہو جائیں تو یہ حرام ہے، اور اس پر ائمہ مذاہب اور دوسرے تمام علمائے مسلمین کا اتفاق ہے، اور اس کے برخلاف کسی بھی ایسے شخص کا کوئی قول منقول نہیں ہے جو اجماع اور اختلاف میں قابل اعتبار سمجھا جاتا ہو۔

(۱۳) احتیاطاً یہاں ائمہ اربعہ کے مسلک کی کچھ عبارتیں نقل کی جاتی ہیں:

في «بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع في الفقه الحنفي» (۶/۲۶۹):

وأما الذي يضرب شيئاً من الملاهي فإنه ينظر إن لم يكن مستشعراً كالقصب والدف ونحوه لا بأس به، ولا تسقط عدالته، وإن كان مستشعراً كالعود ونحوه سقطت عدالته؛ لأنه لا يحل بوجه من الوجوه (بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع: ۶/۲۶۹)

یعنی جو شخص کسی آلہ موسیقی سے شغل کرتا ہو تو دیکھا جائے گا کہ وہ آلہ اپنی ذات میں برا ہے یا نہیں، اگر وہ اپنی ذات میں برا نہ ہو جیسے بانس اور دف تو کوئی مضائقہ نہیں، اور اس شخص کی عدالت ساقط نہیں ہوگی (گو کہ بلاوجہ اس کا استعمال بھی کراہت سے خالی نہیں ہوگا، جیسا کہ گزر چکا ہے) اور اگر وہ آلہ اپنی ذات میں ہی شنیع ہو جیسے عود وغیرہ (اس میں موجودہ دور کے میوزک کی اقسام آجاتی ہیں) تو اس شخص کی عدالت ختم ہو جائے گی، اس لیے کہ یہ کسی حالت میں بھی جائز نہیں ہے۔

علامہ آلوسی امام ابو حنیفہ سے گانے کی کراہت کو نقل کر کے فرماتے ہیں کہ متقدمین کے ہاں اکثر کراہت سے مراد کراہت تحریمی ہی ہوتی ہے،

الفاظ یہ ہیں:

لہذا اجماعی مسائل میں جمہور علماء کا اتباع ضروری ہے، اور اگر بالفرض چند ایک حضرات کی رائے جمہور سے ہٹ کر ہو تو ایسے موقع پر جمہور علماء کی رائے پر ہی عمل کرنا چاہیے نہ کہ شاذ رائے پر، حافظ ابن حجر نقل فرماتے ہیں:

«وروی عبد الرزاق عن معمر قال لو أن رجلاً أخذ بقول أهل المدينة في استماع الغناء وإتيان النساء في أدبارهن ويقول أهل مكة في المتعة والصراف ويقول أهل الكوفة في المسكر كان شر عباد الله» (التلخیص الحبير، ۳/ ۳۹۸ ط العلمیة)

ترجمہ: امام عبدالرزاق حضرت معمر سے نقل فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص گانے اور عورتوں سے پیچھے کے راستے سے جماع کرنے کے حوالے سے اہل مدینہ کے قول پر عمل کرے اور متعہ اور بیع صرف کے جواز پر عمل کرنے کے لیے اہل مکہ کا قول لے، اور نشہ آور چیزوں کو کھانے کے لیے اہل کوفہ کے قول کو لے تو ایسا شخص اللہ کے بندوں میں سب سے بدترین ہوگا۔

اب یہاں سوال میں مذکورہ اعتراضات کے جوابات اختصار کے ساتھ لکھ دیے جاتے ہیں:

۱۔۔۔ یہ کہنا بالکل بے بنیاد ہے کہ موسیقی کی حرمت پر کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہوئی، کیونکہ ہم نے ماقبل میں جو احادیث نقل کی ہیں منجملہ ان احادیث میں صحیح اور حسن دونوں موجود ہیں، اور بعض اگرچہ ضعیف ہیں لیکن صحیح اور حسن

"والمقدمون كثيرا ما يريدون بالمكروه الحرام كما في قوله تعالى: كُلُّ ذَلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا [الإسراء: ۳۸]" (تفسیر روح المعانی: ۱۱/ ۶۹)

وفي «بحر المذهب للرويانى في الفقه الشافعي» (۱۴/ ۳۱۱):

فأما الحرام من الملاهي: فالعود، والطنبور، والمعزفة، والطبل، والمزمار، وما ألهى بصوت مطرب إذا انفرد.

رہی بات آلات موسیقی میں حرام آلات کی تو وہ عود، ستار، باجا، طبل، بانسری اور ہر وہ آلہ جو اپنی مست آواز کی وجہ سے غافل کر دے۔

علامہ ابن رشد ماکھی لکھتے ہیں:

ولا يجوز تعمد حضور شيء من اللهو واللعب، ولا من الملاهي المطربة كالطبل والزمر وما كان في معناه؛ (المقدمات الممهدة: ۳/ ۴۶۲)

کہ قصداً لہو و لعب کی جگہوں میں جانا جائز نہیں ہے، اور نہ ہی مستی پیدا کرنے والے آلات میں سے کسی کا استعمال جائز ہے، جیسا کہ ڈھول اور بانسری اور جو اس طرح کی چیزیں ہیں۔

وفي (الإرشاد إلى سبيل الرشاد في الفقه الحنبلي: ص ۵۳۶):

وحرام على الرجال والنساء حضور نياحة أو لطم خد في مصيبة وغيرها، أو اتخاذ لهُو من مزمار، أو طبل، أو عود، أو معزفة، أو طنبور، وما أشبه ذلك من الملاهي الملهية وما أُرخص في شيء من ذلك بحال، إلا في الدف في النكاح.

یعنی مردوں اور عورتوں پر حرام ہے کہ ایسی جگہ جائیں جہاں مصیبت میں نوحہ ہو رہا ہو اور گالوں کو پیٹا جا رہا ہو، اور حرام ہے بانسری، ڈھول، سارنگی، باجا، ستار یا اس طرح کی چیزوں کا استعمال، اور ان میں سے (شریعت میں) کسی بھی چیز کی رخصت نہیں ہے، سوائے دف کے شادی کے موقع پر۔



احادیث سے انکی تائید ہو جاتی ہے۔ نیز ان احادیث کے علاوہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ کے آثار سے بھی موسیقی کی ممانعت معلوم ہوتی ہے۔

”کشف الغناء عن وصف الغناء“ میں حضرت مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ احادیث نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

فهذه اثنان وثلاثون حديثا منها صحاح وحسان ومنها ضعاف، ولكنها بجملتها تشهد على تحريم المعازف والقينات والغناء، ولا اظن مسلما يشك فيه بعد ما سمع ما تلونا منه، وظهرها الإطلاق في التحريم والكراهة. (كشف الغناء، أحكام القرآن للمفتي محمد شفيع العثماني، ۲۱۳/۳)
ترجمہ: یہ بتیس احادیث ہیں جنکی اسنادی حیثیت مختلف ہے، بعض صحیح ہیں، بعض حسن ہیں اور بعض ضعیف، پھر ان احادیث میں جس اطلاق اور عموم کے ساتھ گانے باجے کو حرام قرار دیا گیا ہے ان کو سننے کے بعد میرے خیال میں کوئی مسلمان بھی ان چیزوں کے ناجائز ہونے میں کوئی شک نہیں کرے گا۔

۲۔۔۔ یہ بات درست نہیں ہے کہ آلات موسیقی کی حرمت پر جمہور علمائے امت کا اتفاق ہے، ما قبل میں اس کی تفصیل گزر چکی

ہے، نیز امام مالک کے متعلق ابن بطلال نقل فرماتے ہیں:

قيل لمالك: إن أهل المدينة يسمعون الغناء قال: إنما يسمعه عندنا الفساق" (شرح صحيح البخاري لابن بطلال: ۷۲ / ۹)

یعنی امام مالک سے جب یہ کہا گیا کہ اہل مدینہ غناء سنتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا: ہمارے ہاں اسے فساق سنتے ہیں۔
(۳)۔۔۔ اس حدیث سے استدلال درست نہیں، آلات موسیقی کے اعتبار سے اس لیے درست نہیں کہ اس میں دف کا ذکر ہے جس کی شرعی حدود میں خوشی کے موقع پر اجازت ملتی ہے جیسا کہ پیچھے ذکر کیا گیا ہے۔

جہاں تک غناء کا تعلق ہے تو واضح رہے کہ یہ حدیث اور اس جیسی بعض احادیث جن سے غناء کا نفس جواز معلوم ہوتا ہے ان سے مطلق جواز پر استدلال ہرگز درست نہیں، کیونکہ غناء کے ممنوع ہونے پر بھی کثیر احادیث موجود ہیں، چنانچہ حضرت مفتی اعظم مولانا مفتی شفیع عثمانی نے اپنے رسالہ ”کشف الغناء عن وصف الغناء“ میں دونوں میں تطبیق اس طرح دی ہے کہ حرمت کی روایات میں فنی قواعد کے ساتھ گانا مراد ہے اور اباحت کی روایات میں طبعی سادگی سے گانا مراد ہے۔^(۱۵)

مزید فرماتے ہیں،^(۱۶) (ترجمہ):

(۱۵) أحكام القرآن، رسالة كشف الغناء عن وصف الغناء، ۲۲۵/۳، ونصه: "ولك أن تقول في تقرير التوفيق بين الروايات: إن الغناء في الأصل يطلق على معينين.... أحدهما: مجرد تزيين الصوت وتحسينه وتلحينه من دون رعاية القواعد الموسيقية المحدثة كما هو عادة الأعراب، وأليق بسند أبحاثهم التي جبلوا عليها، والثاني هذا الغناء المعروف المعتاد الذي هو من دیدن المغنين اليوم برعاية القواعد الموسيقية... {وبعد سطور}: وقد صرح ابن حجر المكي الشافعي بإطلاق النقل على هذا القسمين وحمل أحاديث الجواز وما روى الصحابة والتابعين على القسم الأول وأحاديث الحرمة على القسم الثاني..."



(۱۶) أحكام القرآن، رسالة كشف الغناء، ۲۳۵/۳

اس بات پر اتفاق ہے کہ اپنے لیے گانا گانا چند شرائط کے ساتھ جائز ہے:

۱: گانا محض لہو و لعب کے لیے نہ ہو بلکہ معتد بہ مقصد پیش نظر ہو، مثلاً تنہائی میں وحشت دور کرنا، اونٹ کے لیے حدی خوانی کرنا، بوجھ اٹھانا، مسافت قطع کرنا یا بچے کو سلانا وغیرہ۔

۲: گانا پیشہ ور مغنیوں کی طرح اور قواعد موسیقی کا خیال رکھتے ہوئے نہ گایا جائے۔

۳: اشعار کے مضمون میں کوئی مکروہ یا حرام بات نہ ہو، مثلاً کسی کسی کی غیبت یا استہزاء، یا کسی زندہ جانی پہچانی عورت یا مرد کے ساتھ تشبیہ۔

۴: گانے کی عادت نہ بنالی جائے، بلکہ کبھی کبھار گنگنا لیا جائے، اور خیال رکھا جائے کہ اسکی وجہ سے کوئی امر واجب ترک نہ ہو، یا کسی گناہ میں اہتلا نہ ہو جائے۔ (ترجمہ از: اسلام اور موسیقی ص: ۲۷۷)

چنانچہ مذکورہ واقعہ میں باندیاں نہ کوئی پیشہ ور گانے والیوں کی طرح آلات موسیقی کے ساتھ گارہی تھیں، (۱۷) اور نہ ہی ان کے گانے میں کوئی قابل اعتراض مضمون تھا۔ (۱۸)، بلکہ وہ دف کے ساتھ جنگ میں کہے گئے اشعار ترنم کے ساتھ پڑھ رہی تھیں، اور مزید اہم بات یہ کہ وہ دن بالخصوص عید کا دن تھا یعنی خوشی کا موقع تھا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے صرف یہ نہیں فرمایا کہ انہیں چھوڑ دو، بلکہ آگے یہ بھی فرمایا:

"إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا، وَهَذَا عِيدُنَا"

یعنی ہر قوم کی ایک عید ہوا کرتی ہے، اور آج ہماری عید کا دن ہے

لہذا اس حدیث کے صرف ایک حصہ کو لیکر اس سے موسیقی یا گانے کے مطلق جواز پر استدلال کرنا درست نہیں۔

(۴)۔۔۔ حضرت عمرؓ کے اس واقعہ میں کہیں آلات موسیقی کا ذکر نہیں، جہاں تک غناء کا تعلق ہے تو گزشتہ صفحہ میں

ذکر کردہ تفصیل کی روشنی میں اس سے مراد وہ صورت ہے جو شرعی حدود کے اندر ہو۔

(۵): حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے بارے میں استیعاب میں صرف اتنی بات ملی ہے:

"وكان لا يرى بسماع الغناء بأساً" (الاستيعاب في معرفة الأصحاب: ۳/ ۸۸۱)

اس سے آگے جو عبارت نقل کی گئی ہے یہ ہمیں نہیں مل سکی، اور صرف اتنی بات "وكان لا يرى بسماع الغناء بأساً" سے آلات موسیقی اور مروجہ گانوں کے سماع کا جواز معلوم نہیں ہوتا، زیادہ سے زیادہ غناء کی اباحت معلوم ہوتی ہے، اور چونکہ یہ ایک صحابیؓ کا عمل ہے لہذا اسے محمول کیا جائے گا اس صورت پر جس میں وہ تمام شرائط پائی جائیں جو پہلے ہم نقل کر چکے ہیں۔

(۱۷) حدیث میں ان باندیوں کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ ہیں: "وليستا بمغنين" یعنی وہ دونوں باندیاں باقاعدہ پیشہ ور گانے والیاں نہیں تھیں۔ اسی طرح مسلم کی روایت میں ہے: "جارتان تلعبان بـدف" (صحیح مسلم: ۳/ ۲۱)۔ یعنی وہ ساتھ میں دف کے ساتھ بھی کھیل رہی تھیں۔

(۱۸) چنانچہ حدیث میں ہے:

"تغنيان بما تقاولت الأنصار يوم بعث"

یعنی وہ باندیاں جنگ بعثت میں جو کچھ انصار نے کہا تھا اسے گارہی تھیں۔



(۶)۔۔ علامہ شامیؒ کی بات کا حاصل یہ ہے کہ آلاتِ موسیقی بذاتِ خود حرام نہیں، بلکہ انکی حرمت لغیرہ ہے یعنی لہو و لعب میں استعمال ہونے کی وجہ سے ہے، اور چونکہ ان آلاتِ موسیقی کا استعمال عموماً لہو و لعب کے لیے ہی ہوتا ہے اسلئے انہیں ممنوع کہا جائے گا۔

اور علامہ شامیؒ نے تو سماع کے متعلق متعدد اقوال نقل کرنے کے بعد یہ لکھا ہے:

«والحاصل: أنه لا رخصة في السماع في زماننا لأن الجنيد - رحمه الله - تعالى تاب

عن السماع في زمانه اه» (حاشية ابن عابدين: ۶ / ۳۴۹)

یعنی ہمارے زمانے میں بالخصوص سماع کی کوئی رخصت نہیں، کیونکہ (خود) جنید بغدادی رحمہ اللہ

نے اپنے زمانے میں سماع سے توبہ کر لی تھی۔

(۷)۔۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ ہر فطری تقاضوں کو پورا کرنے میں ایک مسلمان ہر گز آزاد نہیں ہو سکتا، اسلام نے ان تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے چند قواعد و ضوابط بھی بتلائے ہیں، تاکہ انسان ان تقاضوں کی تکمیل میں خود فطرتِ سلیمہ کی مخالفت اور شیطان کی اطاعت نہ کر بیٹھے، موسیقی بھی ایسی ہی چیز ہے، کیونکہ یہ ان جائز تعمیری تفریحات میں سے نہیں ہے جس کی شریعت اجازت دیتی ہے، اور اس پر جو دینی و دنیوی مفاسد و مضرات مرتب ہوتے ہیں وہی اسبابِ موسیقی کی حرمت کے لیے کافی تھے، چہ جائے کہ احادیث میں اسکی واضح ممانعت موجود ہو۔ ان مفاسد کے تفصیلی مطالعے کے لیے کتاب "اسلام اور موسیقی" کا مقدمہ اور ص ۳۶۵ کا مطالعہ کرنا بہت مفید ہوگا۔

(۸)۔۔ علامہ مغربی نے شیخ عبدالرین بن السلامؒ کا جو قول نقل کیا ہے اسکی صحت محلِ نظر ہے یا وہ قابلِ تاویل

ہے، کیونکہ آلاتِ موسیقی میں گٹار، بانسری وغیرہ کے متعلق شیخ عبدالرینؒ خود لکھتے ہیں:

الرتبة الخامسة: من تحضره هذه المعارف والأحوال عند سماع المطربات المحرمة عند

جمهور العلماء كسماع الأوتار والمزمار فهذا مرتكب لمحرّم ملتذ النفس بسبب

محرّم. (قواعد الأحكام في مصالح الأنام: ۲ / ۲۱۵)

ترجمہ: پانچواں مرتبہ: وہ شخص جس پر معارف و احوال وارد ہوں ایسے مستی پیدا کرنے والے آلات

کے سماع سے جو جمہور علماء کے نزدیک حرام ہیں، جیسا کہ تاروں اور بانسریوں کا سماع، تو ایسا شخص

حرام کا مرتکب ہے، اس کا نفس لذت لے رہا ہے حرام سبب سے۔

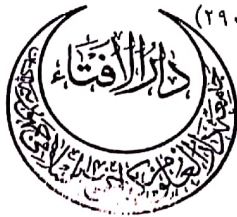
بلکہ شیخ عبدالرینؒ نے تو اپنی کتاب "الغایة فی اختصار النہایة" میں یہاں تک لکھا ہے کہ:

«تُكسر ملاهي المسلمين، ولا يكفي قطع أوتارها، وفي الكسر المشروع أوجه:

أحدهما: أن نكسرها بحيث يتعدّل رُدّها إلى هينتها الأولى، أو أن يُتخذ منها ملهاة

أخرى. والثاني: بأن يتعدّر استعمالها في المحرّم، فلو كسر وجه البزيط فصار كقصعة،

كفى.» (الغایة فی اختصار النہایة: ۴ / ۲۹۰)



ترجمہ: مسلمانوں کے آلاتِ لہو کو توڑا جائے گا، اور اس کے تاروں کو توڑ دینا کافی نہیں، اور اس کے جائز طور پر توڑنے کے چند طریقے ہیں، ایک تو یہ کہ اسے ایسے توڑا جائے کہ دوبارہ پہلی حالت میں لوٹانا یا اس سے دوسرا آلہ لہو بنانا مستعذر ہو، دوسرا یہ کہ حرام کام میں اس کا استعمال مستعذر ہو، چنانچہ اگر ستار کے سامنے کے حصے کو توڑ کر ایسا کر دیا جائے کہ وہ بڑا پیالہ لگے تو یہ کافی ہے۔

گو کہ دیگر علماء کی نسبت شیخ کے مذہب میں کچھ توسع ضرور ہے، مگر مذکورہ بالا عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ مشہور آلاتِ موسیقی کی حرمت کے وہ بھی قائل ہیں۔

(۹)۔۔۔ امام غزالیؒ کی عبارات میں مذکور سماع کے جواز سے مروجہ موسیقی پر استدلال کرنا کسی صورت درست نہیں، واضح رہے کہ اگرچہ امام غزالیؒ کے نزدیک سماع کے حوالے سے بعض دوسرے صوفیاء کرامؒ کی طرح کافی وسعت معلوم ہوتی ہے لیکن مطلقاً سماع کے جواز کے ہر گز قائل نہیں تھے، انہوں نے سماع کے جواز سے وہ آلاتِ موسیقی جو شرعاً ممنوع ہیں ان کو واضح مستثنیٰ کیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

ولا يستثنى من هذه إلا الملاهي والأوتار والمزامير التي ورد الشرع بالمنع منها. (إحياء علوم الدين ۲/ ۲۷۲)

یعنی اس خوش الحانی کے حکم جواز میں سے کوئی چیز مستثنیٰ نہیں ہے سوائے ان آلاتِ لہو اور تاروں اور مزامیر کے جن کی ممانعت شریعت سے منقول ہے۔

نیز امام غزالیؒ نے اس سماع کو بھی ہر ایک کے لیے جائز قرار نہیں دیا، بلکہ انہوں نے عام جوانوں جن کے دلوں میں شہوت کا غلبہ ہو (جیسا کہ آجکل کی عمومی صورتحال ہے) ان کے لیے سماع کو بھی حرام لکھا ہے، الفاظ یہ ہیں:

أما الحرام فهو لأكثر الناس من الشبان ومن غلبت عليهم شهوة الدنيا فلا يحرك السماع منهم إلا ما هو الغالب على قلوبهم من الصفات المذمومة (إحياء علوم الدين: ۲/ ۳۰۶)

یعنی وہ سماع جو حرام ہے وہ اکثر ان جوانوں کے لیے ہے جن پر شہوت کا مادہ غالب ہے، چنانچہ سماع ان کے دلوں پر غالب مذموم صفات کی جہان انگیزی ہی کا باعث بنے گا۔

امام غزالیؒ نے اپنے ان الفاظ میں جو حقیقت بیان فرمائی ہے اس کا کوئی بھی شخص انکار نہیں کر سکتا۔

(۱۰)۔۔۔ بائبل میں ذکر کردہ واقعات سے موسیقی کے جواز پر استدلال کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ بائبل میں کی گئی

تحریرات کے بارے میں قرآن کریم کا یہ واضح ارشاد ہے:

يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ [المائدة: ۱۳]

یعنی وہ لوگ کلام کو اس کے موقع محل سے بدل دیتے ہیں

اب اس صورت میں بھلا حدیث کی روشنی میں ثابت ایک ممنوع چیز کے جواز کے لیے کیسے تحریف شدہ بائبل کا سہارا



لیا جاسکتا ہے؟ (۲۰)

قرآن و سنت سے تو صرف اتنی بات ثابت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام بہت ہی زیادہ خوش الحان تھے، جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کی صورت کا حسن قرآن نے بیان کیا ہے بالکل اسی طرح قرآن میں ان کے صوت (آواز) کا حسن بیان کیا گیا ہے، باقی حضرت داؤد علیہ السلام کا آلات موسیقی کا استعمال کرنا کسی بھی صحیح روایت سے ثابت نہیں، لہذا ضعیف یا من گھڑت روایات یا بائبل وغیرہ میں مذکورہ واقعات کی بنیاد پر انبیاء علیہم السلام کی طرف موسیقی کے استعمال کی نسبت کرنا اور اس سے آلات موسیقی کا جواز ثابت کرنا درست نہیں۔ (اسلام اور موسیقی: تصوف و اختصار: ص ۴۰۴)

(۱۱)۔۔۔ اس اعتراض کا شرح حدیث نے جواب دیا ہے، علامہ ابن حجر، ابن تہم کے اسی اعتراض کو ذکر کرنے کے بعد

فرماتے ہیں:

والحدیث صحیح معروف الاتصال بشرط الصحیح والبخاری قد یفعل مثل ذلك لكونه قد ذکر ذلك الحدیث فی موضع آخر من کتابہ مسندا متصلا وقد یفعل ذلك لغير ذلك من الأسباب التي لا یصحبها خلل الانقطاع (فتح الباری لابن حجر: ۱۰ / ۵۲)

یعنی مذکورہ حدیث صحیح ہے، اور اس کا اتصال معروف ہے، امام بخاریؒ کبھی کبھی ایسا (یعنی سند کے بعض حصے کو حذف کرنا) اس لیے کرتے ہیں کیونکہ وہ یہی حدیث اپنی کتاب میں کسی دوسری جگہ متصل سند کے ساتھ ذکر کرتے ہیں، اور کبھی کسی اور سبب کی بنیاد پر ایسا کرتے ہیں جس میں انقطاع کا خلل نہیں پایا جاتا۔

پھر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے متعدد اسناد سے اس کا اتصال ثابت کیا ہے، البتہ ان اسناد میں ایک راوی ہشام بن عمار کے بارے میں یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ مختلف فیہ ہیں، لیکن حافظ ابن حجرؒ نے تقریب التہذیب میں انہیں صدوق کہا ہے، ففی تقریب التہذیب للحافظ ابن حجر (ص ۵۷۳):

ہشام ابن عمار ابن نصیر بنون مصغر السلمی الدمشقی الخطیب صدوق مفرئ کبر فصار یلقب فحدیثہ القدیم أصح من کبار العاشرة.

نیز سنن ابی داؤد میں یہ حدیث دوسری سند سے بھی مذکور ہے، اور اس سند میں ہشام نہیں ہیں، الفاظ یہ ہیں:

حدثنا عبد الوہاب بن نجدہ، حدثنا بشر بن بکر، عن عبد الرحمن ابن یزید بن جابر، حدثنا عطیة بن قیس، سمعت عبد الرحمن بن غنم الأشعری حدثني أبو عامر، أو أبو مالك، والله یمن آخری ما کذبني، أنه سمع رسول الله - صلى الله عليه وسلم - يقول: "ليكونن من أمتي أقوام يستحلون الخبز والحريير... الحديث. وقال المحقق الأرنؤوط في الحاشية: "إسناده صحيح" (سنن أبي داود: ۱۵۰ / ۶ ت الأرنؤوط)

(۲۰) علامہ سرخسی فرماتے ہیں:

فأما ما علم يتنقل دليل موجب للعلم على أنهم حرفوا الكتب فلا يعتبر نقلهم في ذلك لتوهم أن المتنقل من جملة ما حرفوا ولا يعتبر فهم المسلمون ذلك وما في أيديهم من الكتب لجواز أن يكون ذلك من جملة ما غيروا وبدلوا (أصول السرخسي: ۲ / ۹۹)



